ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-07

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

مریم نسیم

سکالر پی ایچ ڈی، مائی یونیورسٹی جاپان روڈ، اسلام آباد

ڈاکٹر نصرت جبیں

پروفیسر شعبہ اردو، مائی یونیورسٹی جاپان روڈ، اسلام آباد

اردو تضمین نگاری میں اقبال کا مقام

Maryam Naseem*
Ph.D Scholar, MY University, Japan Road, Islamabad.
Dr. Nusrat Jabeen
Professor, Department of Urdu, MY University, Japan Road, Islamabad.
***Corresponding Author:**

Iqbal's Position in Urdu Tazmeen-Nigari

This research paper explores the distinctive position of Allama Iqbal in the tradition of Urdu Tazmeen-nigari (the art of poetic intercalation). While the roots of Tazmeen lie in Persian literature, Iqbal elevated this craft from a mere formal exercise to a powerful medium of creative and philosophical expression. The study highlights how Iqbal engaged with the works of classical Persian masters such as Maulana Rumi, Hafiz Shirazi, Ghani Kashmiri, Urfi, and Bedil, integrating their verses into his Urdu poetry to address contemporary socio-political and spiritual challenges. The paper argues that Iqbal’s uniqueness lies in his creative appropriation and structural innovation. Unlike traditional poets, Iqbal often modified the Radif (refrain) or Qafiya (rhyme) of the original verses, shifted the context from lyrical romanticism to collective reform, and employed a dialogic style to enhance the impact of his message. Through an analysis of landmark poems such as "Tasveer-e-Dard," "Khitab ba Jawan-an-e-Islam," "Shama-o-Shaire," and "Khizr-e-Rah," the research demonstrates how Iqbal’s mastery of Tazmeen-nigari bridge the gap between classical Persian heritage and modern

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-07

Urdu thought, creating a unique synthesis of musicality, intellect, and reformative vision.

Key Words: *Allama Iqbal, Tazmeen-nigari (Intercalation), Persian Poetic Influence, Creative Appropriation, Urdu Nazm (Poem), Socio-Political Reform, Hafiz and Rumi, Structural Innovation.*

اردو تضمین نگاری کا آغاز فارسی سے ہوا۔ فارسی میں غزل اور قصیدہ کا ایک خاص مقام ہے۔ فارسی شاعری کی انہی اصناف سخن سے اردو شعرا نے استفادہ کیا اور تضامین کہیں ہیں۔

اقبال نے بھی استفادہ کیا اور تضمین نگاری میں اضافہ کیا اقبال کو مولانا روم اور حافظ بہت پسند تھے یہی وجہ ہے کہ اقبال کے کلام میں ان شعرا کا اثر دکھائی دیتا ہے۔ اقبال نے ان شعرا کے کلام پر تضامین کہی ہیں لیکن ایسی بات بھی نہیں ہے کہ صرف حافظ اور مولانا روم سے استفادہ کیا ہو اور ان کے کلام سے تضمین نگاری کے فن میں قدم رکھا گیا ہو بلکہ فارسی کے دوسرے کئی شعرا سے بھی متاثر ہوئے اور ان کے مصارع اور اشعار سے استفادہ کرتے ہوئے تضامین لکھی ہیں :

اقبال کی ایک نظم "تصویر درد" تراکیب بند میں لکھی گئی ہے۔ مثال ملاحظہ ہو:

محبت ہی وہ منزل ہے کہ منزل بھی ہے صحرا بھی
جرس بھی کارواں بھی راہبر بھی راہزن بھی ہے
مرض کہتے ہیں سب اس کو یہ ہے لیکن مرض ایسا
چھپا جس میں علاج گردش چرخ کہن بھی ہے
جلانا دل کا ہے گویا سراپا نور ہو جانا
یہ پروانہ جو سوزاں ہو تو شمع انجمن بھی ہے
وہی اک حسن ہے لیکن نظر آتا ہے ہر شے میں
یہ شیریں بھی ہے گویا بیستوں بھی کوہکن بھی ہے
اجاڑا ہے تمیز ملت وہ آئیں نے قوموں کو
مرے اہل وطن کے دل میں کچھ فکر وطن بھی ہے
سکوت اموز طول داستان درد ہے ورنہ
زباں بھی ہے ہمارے منہ میں اور تاب سخن بھی ہے

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-07

ماخذ تحقیقی مجلہ

"نمی گر دید کوتہ رشتہ معنی رہا کر دم
حکایت بود بے پایاں بخاموشی ادا کر دم" (۱)

یہ نظم اقبال کی اہم نظموں میں شمار ہوتی ہے اس نظم کے تمام مصرعے برجستہ اور معنی خیز ہیں لیکن تضمین کے اشعار نے اسے مزید برجستہ بنادیا ہے:

اقبال کی ایک اور نظم نالہ فراق بھی تضمین کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے یہ نظم مسدس کی ہیت میں لکھی گئی ہے اس نظم میں اقبال کی دلی کیفیت نمایاں ہو کر سامنے آجاتی ہے نالہ فراق در حقیقت آرنلڈ کی جدائی میں لکھی گئی تھی جس کے تضمین شدہ اشعار کچھ اس طرح ہیں ملاحظہ ہو:

"جا بسا مغرب میں آخر اے مکاں تیرا مکیں
آہ مشرق کی پسند آئی نہ اس کو سرزمین
آگیا آج اس صداقت کا مرے دل کو یقین
ظلمت شب سے ضیائے روز فرقت کم نہیں
"تاز آغوش و داعش داغ حیرت چیدہ است
ہم چوں شمع گشتہ در چشم ناگو خوابیدہ است" (۲)

اقبال غنی کاشمیری کی شاعری سے بھی بہت متاثر تھے انہوں نے ان کے ایک فارسی شعر پر اپنی نظم "خطاب بہ جوانان اسلام" تضمین کی تھی نظم قطعہ کی صورت میں تھی اور یہ اقبال کی ان نظموں میں ہے جس میں زبان کی پختگی اور علامتوں کا اثر دکھائی دیتا ہے اس نظم میں شعریت اپنے کمال کو پہنچی ہوئی ہے۔

اس نظم میں اقبال نے مسلمان نوجوانوں کو اس کا شاندار ماضی یاد کرایا ہے تاہم اس نظم کی جو خاص بات ہے وہ یہ ہے کہ اس نظم میں معنی خیزیاں ہیں نظم میں اسلامی کردار اور اسلامی شعار کو نمایاں کیا گیا ہے نظم اپنے مفہوم اور اپنے فنی کمال کی وجہ سے بہت اعلیٰ نظم ہے مثال ملحظہ ہو :

"کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاج سر دارا

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-07

تمدن آفریں خلاق آئین جہاں داری
وہ صحرائے عرب یعنی شتربانوں کا گہوارا
سماں الفقر فخری کا رہا شان امارت میں
"باب وا رنگ وخال وخط چہ حاجت روئے زیبا را"
گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے
کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا
غرض میں کیا کہوں تجھ سے کہ وہ صحرا نشیں کیا تھے
جہاں گیر و جہاں دار و جہاں بان و جہاں آرا
اگر چاہوں تو نقشہ کھینچ کر الفاظ میں رکھ دوں
مگر تیرے تخیل سے فزوں تر ہے وہ نظارہ
تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار وہ کردار تو ثابت وہ سیارس
گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا
حکومت کا تو کیا رونا کہ وہ ایک عارضی شے تھی
نہیں دنیا کے آئین مسلم سے کوئی چارا
مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آبا کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارا
"غنی روز سیاہ پیر کنعاں را تماشا کن
کہ نور دیدہ اش روشن کند چشم زلیخارا" (۳)

ان اشعار پر غور کریں تو چوتھے شعر میں حافظ کے مصرعے کو جس انداز میں استعمال کیا اس سے فن اور فکر اپنے عروج پر چلے گئے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-07

"سماں الفقر فخر ی کارہا شان امارت میں
"باب ورنگ و خال وخط چہ حاجت روئے زیبا را"(۴)

اصلاحی کلام میں ایسی شعریت پیدا کرنا صرف اقبال کا ہی کمال ہے نغمگی اشعار میں خوب دکھائی دیتی ہے۔ اقبال کی اسی تضمین نگاری کی وجہ سے انہیں تضمین نگاری میں ایک خاص مقام حاصل ہے انہوں نے تضمین نگاری میں کچھ جدتیں بھی پیدا کی ہیں مثلاردیف اور قافیہ میں جدت پیدا کی ہے اقبال اپنے کلام میں فارسی کے کلام سے کبھی ردیف لے لیتے ہیں اور کبھی قافیہ لے لیتے ہیں اور اس پر پوری مخمس یا خمسہ لکھ دیتے ہیں جیسا کہ اس کلام میں کیا ہے۔ غنی کاشمیری کے کلام سے خطابات جوانان اسلام نظم تضمین کرتے ہوئے غنی کاشمیری کی غزل سے مقطع لے کر تضمین کی ہے کہ اس کا اس کا قافیہ لے لیا ہے مثلا اس کا قافیہ زلیخارا سے سردارا گھوارا زیبارا یارا نظارا سیارا مارا وغیرہ۔ اقبال سے پہلے اس طرح کی تضامین کم نظر آتی ہیں غنی کے شعر میں جو رمزیت اور اثر آفرینی تھی اس کو اقبال نے اپنی نظم میں دوبالا کر دیا ہے۔

اقبال نے بہت سی نظمیں ایسی کہی ہیں جس میں تضمین نگاری سے کام لیا ہے مثلا قرب سلطان عبد القادر کے نام شمع اور شاعر جواب شکوہ تضمین بر شعر ابو طالب شبلی و حالی ارتقا تہذیب حاضر عرفی کفر و اسلام تضمین پر شعر صائب فردوس میں ایک مکالمہ مذہب دنیا اسلام خودی خضر راہ ایک فلسفہ زدہ سید زادے کے نام جاوید سے عرفی دریوزہ خلافت طلوع اسلام فلسفہ و مذہب تاتاری کا خواب خاقانی مسعود مرحوم ساقی نامہ ثنائی کے مزار پر مرزا بیدل اور نہ جانے کئی اور نظمیں ہیں جن میں اقبال کا فن اپنے عروج کو پہنچا ہوا ہے یہاں اگر ہم چند ایسی نظموں کا جائزہ لے لیں جن میں اقبال کی تضمین نگاری میں انفرادیت نظر اتی ہے تو اقبال کے مجموعی تضمین نگاری کے مزاج اور فن کو سمجھا جا سکتا ہے۔ اقبال کے ہاں مکالماتی انداز ردیف اور قافیہ کا مستعار لینا مصارع میں تصرف کرنا اور کئی نئے انداز موجود ہیں جو دوسرے تضمین نگاروں کے ہاں نظر نہیں آتے۔ آیئے ہم اقبال کی انفرادیت کو اقبال کی چند ان نظموں سے لیتے ہیں جو انہوں نے مختلف فارسی کے شعراء کے اشعار پر تضمین کی ہیں مثلا ان کی ایک نظم "تضمین بر شعر انیسی شاملو" ہے جس میں اقبال نے مکالماتی انداز اختیار کیا ہے اور اس مکالماتی انداز میں بھی شعریت کو مجروع نہیں ہونے دیا۔ غزل اور نظم کا مزاج مختلف ہوتا ہے مکالماتی انداز کو دیکھیں کہ وہ کیا انفرادیت پیدا کر رہا ہے تضمین ملاحظہ ہو:

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-07

ماخذ تحقیقی مجلہ

"ہمیشہ صورت باد سحر آوارہ رہتا ہوں
محبت میں ہے منزل سے بھی خوشتر جادہ پیمائی
دل بے تاب جا پہنچا دیار پیر سنجر میں
میسر ہے جہاں درمان درد ناشکبائی
ابھی نہ آشنائے لب تھا حرف آرزو میرا
زباں ہونے کو تھی منت پذیر تاب گویائی
یہ مرقد سے صدا آئی حرم کے رہنے والوں کو
شکایت تجھ سے ہے اے تارک آئین آبائی
تیرا اے قیس کیونکر ہو گیا سوز دروں ٹھنڈا
کہ لیلی میں تو ہیں اب تک وہی انداز لیلائی
نہ تخم لا الہ تیری زمین شور سے پھوٹا
زمانے بھر میں رسوا ہے تیری فطرت کی ناز آئی
تجھے معلوم ہے غافل کہ تیری زندگی کیا ہے
کنشتی ساز معمور نوا ہائے کلیسائی
ہوئی ہے تربیت آغوش بیت اللہ میں تیری
دل شوریدہ ہے لیکن صنم خانے کا سودائی
" وفا آموختی ازما بکار دیگراں کر دی
ربودی گو ہرے از ما نثار دیگراں کر دی"[۵]

اقبال کی ایک اور نظم ہے "نصیحت" جس میں طنزیہ انداز اختیار کیا گیا یہ نظم حافظ کے ایک شعر پر تضمین کی گئی ہے اس نظم میں ایک انفرادیت یہ ہے کہ اقبال نے حافظ کے شعر کی ردیف "انداز" کو اپنی تضمین شدہ نظم میں قافیہ کی صورت دے دی ہے۔ نظم کے اشعار قطعہ میں کی صورت میں ہیں اور اس میں کمال یہ ہے کہ اقبال نے اپنی ذات کو ہدف تنقید بنایا ہے حالانکہ وہ اقبال سیاسی لیڈران کو ہدف تنقید بنا رہے ہیں اس نظم کے اشعار ملاحظہ ہوں:

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-07
ماخذ تحقیقی مجلہ

"میں نے اقبال سے از راہ نصیحت یہ کہا
حاصل روزہ ہے تو اور نہ پابند نماز
تو بھی ہے شیوہ ارباب ریا میں کامل
دل میں لندن کی ہوس لب پہ ترے ذکر حجاز
جھوٹ بھی مصلحت آمیز ترا ہوتا ہے
تیرا انداز تملق بھی سراپا اعجاز
ختم تقریر تری مدحت سرکار پہ ہے
فکر روشن ہے ترا موجد آئین نیاز
در حکام بھی ہے تجھ کو مقام محمود
پالسی بھی تری پیچیدہ ترا زلف ایاز
اور لوگوں کی طرح تو بھی چھپا سکتا ہے
پردہ خدمت دین میں ہوس جاہ کا راز
نظر آجاتا ہے مسجد میں بھی تو عید کے دن
اثر وعظ سے ہوتی ہے طبیعت بھی گداز
دست پر ورد تیرے ملک کے اخبار بھی ہیں
چھیڑنا فرض ہے جن پر تیری تشہیر کا ساز
اس پر طرہ ہے کہ تو شعر بھی کہہ سکتا ہے
تیری مینائے سخن میں ہے شراب شیراز
جتنے اوصاف ہیں لیڈر کے وہ ہیں تجھ میں سبھی
تجھ کو لازم ہے کہ ہو اٹھ کے شریک تگ و تاز
غم صیاد نہیں اور پر و بال بھی ہیں
پھر سبب کیا ہے نہیں تجھ کو دماغ پرواز
"عاقبت منزل ماوا دی خاموشان است

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-07
ماخذ تحقیقی مجلہ

حالیا غلغلہ در گنبد افلاک انداز"[۶]

اقبال نے ایک نظم "قرب سلطان' کے عنوان سے کہی ہے جس میں نیا انداز اختیار کیا ہے اس نظم میں پانچواں چھٹا اور ساتواں شعر فارسی کا ہے جو ایک نیا انداز ہے ان اشعار میں دوسرے مصرعے فارسی کے ہیں اور پہلے مصرعے اردو کے ہیں اس نظم کی اس جدت کو مد نظر رکھتے ہوئے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

"مزا تو یہ ہے یوں زیر اسماں رہیے
"ہزار گو نہ سخن درد ہان و لب خاموش"
یہی اصول ہے سرمایہ سکون حیات
"گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش"
مگر خروش پہ مائل ہے تو بسم اللہ
"باگیر بادہ صافی ببانگ چنگ بنوش"
"محل نور تجلی است رائے انور شاہ
چو قرب او طلبی در صفائے نیت کوش"[۷]

ان اشعار میں پانچواں چھٹا اور ساتواں ایسا ہے جس میں پہلا مصرع اردو میں اور دوسرے مصرعے فارسی میں ہیں یہ اقبال کی انفرادیت ہے اس سے پہلے کسی نے اس طرح کی تضامین نہیں کہی تھیں۔

اقبال کی ایک اور نظم "شمع اور شاعر' ہے جس میں اقبال کی انفرادیت نظر آتی ہے انفرادیت یہ ہے کہ اقبال جن فارسی اشعار پر تضامین نگاری کرتے ہیں ان میں بھی تصرف کرتے ہیں یعنی ان اشعار میں تبدیلی کرتے ہیں کہیں ایک لفظ کی کہیں دو لفظ کی تبدیلی کرتے ہیں اور یہ اقبال کا کمال فن ہے۔ آیئے شمع اور شاعر سے اس کی مثال دیکھتے ہیں۔

پہلے حافظ کا شعر دیکھیے :

"گوش کن پند اے پسر از بہر دنیا غم مخور
گفت چوں در حدیثے گر توانی وار گوش" [۸]

اب اقبال کا تصرف دیکھیے

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-07
ماخذ تحقیقی مجلہ

"در غم دیگرا بسوز و دیگر ان راہم با سوز
"گفتمت روشن حدیثے گر توانی دار گوش"(۹)

حافظ کے زمانے میں کان میں موتی ڈالنا ایک رواج تھا جو اس وقت صحیح تھا لیکن اقبال کے زمانے میں کان میں موتی ڈالنا غلامی کی علامت تھی اس لیے اقبال نے بدلتے ہوئے حالات کے مطابق اس میں تصرف کیا ہے اور تبدیلی کر کے ایک تضمین کہی ہے۔

اقبال نے "جواب شکوہ" میں بھی تصرف کیا ہے اور یہ تصرف کمال تصرف ہے مثلا بیدل کا ایک مطلع ہے ملاحظہ ہو:

"نخل شمع کے در شعلہ ما
عافیت سوز بود سایہ اندیشہ ما(۱۰)

اب اقبال کا تصرف ملاحظہ ہو:

"نخل شمع استی و در شعلہ دود ریشہ تو
عافیت سوز بود سایہ اندیشہ تو"(۱۱)

اقبال نے بیدل کے قافیہ کو تبدیل کر دیا ہے جس میں را کی بجاے تو کر دیا ہے یہ تصرف ضروری تھا کیونکہ اقبال اپنی تضمین کی ہوئی نظم میں خدا کی طرف سے مسلمانوں کو خطاب کر رہے تھے۔ بانگ درا کی دوسری نظموں میں ایک اور نظم "عرفی" بھی کمال نظم ہے جس میں اقبال نے عرفی کے پہلے مصرعے سے قافیہ حاصل کیا ہے اور پوری نظم تضمین کی ہے عرفی کا شعر ملاحظہ ہو:

"نوارا تلخ ترمی زن چو ذوق نغمہ کم یابی
حدی را تیز ترمی خواں چو محمل را گراں بینی"(۱۱)

اب اقبال کے چند اشعار ملاحظہ ہوں جس میں وہ عرفی کے قافیے کو استعمال کر رہے ہیں:

"محل ایسا کیا تعمیر عرفی کے تخیل نے
تصدق جس پہ حیرت خانہ سینہ و فارابی
فضائے عشق پر تحریر کی اس نے نوا ایسی
میسر جس سے ہیں آنکھوں کو اب تک اشک عنابی

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-07
ماخذ تحقیقی مجلہ

مرے دل نے اک دن اس کی تربت سے شکایت کی
نہیں ہنگامہ عالم میں اب سامان بے تابی
صدا تربت سے آئی شکوہ اہل جہاں کم گو
"نوارا تلخ ترمی زن چوں ذوق نغمہ کم یابی "
حدی را تیز ترمی خواں چو محمل را گراں بنی"(۱۳)

اقبال کی نظم "خضرراہ' مکالماتی انداز کی انفرادیت کو نمایاں کرتی ہے خضرراہ نظم اس حوالے سے بڑی اہم نظم ہے کہ اس میں اقبال کا ایک پیغام موجود ہے اور وہ پیغام یہ ہے کہ مسلمانوں کو عیسائیت اور مغربیت سے مغلوب نہیں ہونا چاہیے بلکہ دین اسلام کی سچائی اور ان کے اصول و قواعد پر قائم رہنا چاہیے تاہم اس مکالماتی انداز کو ملاحظہ کریں:

"کیا سنا تا ہے مجھے ترک و عرب کی داستان
مجھ سے کچھ پنہاں نہیں اسلامیوں کا سوز و ساز
لے گئے تثلیث کے فرزند میراث خلیل
خشت بنیاد کلیسا بن گئی خاک حجاز
ہو گئی رسوا زمانے میں کلاہ لالہ رنگ
جو سراپا ناز تھے ہیں آج مجبور نیاز
لے رہا ہے مے فروشان فرنگستاں سے پارس
وہ مے سرکش حرارت جس کی ہے مینا گداز
حکمت مغرب سے ملت کی یہ کیفیت ہوئی
ٹکڑے ٹکڑے جس طرح سونے کو کر دیتا ہے گاز
ہو گیا مانند آب ارزاں مسلماں کا لہو
مضطرب ہے تو کہ تیرا دل نہیں دانائے راز
"گفت رومی ہر بنائے کہنہ گا باداں کنند
می نادانی اول آں بنیاد راویراں کنند"(۱۴)

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-07

ماخذ تحقیقی مجلہ

پوری نظم میں اقبال نے خضر سے مکالمہ کیا ہے اور یہ مکالماتی انداز تضمین نگاری میں ایک نیا پن ہے اس نظم میں تصرف بھی نظر آتا ہے مثلا رومی کا اصل شعر ملاحظہ ہو :

"ہر بنائے کہنہ گا با داں کنند
اول آں بنیاد را ویراں کنند (۱۵)

اب اقبال نے کا تصرف ملاحظہ ہو:

"گفت رومی ہر بنائے کہنہ کا باداں کنند
می نادانی اول آ ں بنیاد را ویراں کنند"(۱۶)

اقبال نے اردو اور فارسی دونوں میں تضامین کی ہیں اور ان تضامین میں انفرادیت موجود ہے کیونکہ کہیں اقبال غزل کی داخلیت اور دروں بینی کو خارجیت اور بیرون بینی بنا دیتے ہیں اور کہیں وہ ردیف کو قافیہ بنا دیتے ہیں اور کہیں کہیں محبوب پر غزلیہ انداز کی طنز کو لیڈران پر طنز بنا دیتے ہیں اسی طرح وہ پوری نظم میں فارسی کے مصرعے چسپاں کرتے چلے جاتے ہیں اور ان میں نئی معنویت تخلیق کرتے ہیں سب سے بڑی بات یہ کہ وہ تصرف سے کام لیتے ہیں تصرف اشعار میں تبدیلی بھی ہے اور مصرعوں میں بھی تبدیلی ہے قافیے کو ردیف بنا دینے اور ردیف کو قافیہ بنا دینے میں بھی ہے کمال حاصل ہے اسے ہی تخلیقیت اور شعریت کا کمال کہتے ہیں۔

اقبال چونکہ ایک باکمال شاعر تھے تخیل کی اعلی صلاحیتوں سے مالا مال تھے مشاہدے کی نظر رکھتے تھے تجربات بھی رکھتے تھے مشرق و مغرب کا مطالعہ کیا تھا ان کی تعلیم مشرقی اور مغربی دونوں انداز سے ہوئی تھی انہوں نے مغرب کو قریب سے دیکھا اور مشرق کے ادب کو توجہ سے پڑھا یہی وجہ ہے کہ ان کی نظر تقابلی تجزیاتی مفکرانہ اور شاعرانہ ہے اور ان تمام صلاحیتوں کا اظہار ان کی تضامین نگاری میں بھی نظر آتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ اقبال علامہ؛ کلیات اقبال؛ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۶۴؛ ص ۴۵
۲۔ کلیات اقبال ص ۴۶
۳۔ کلیات اقبال ص ۶۵
۴۔ کلیات اقبال ص ۸۷
۵۔ کلیات اقبال ص ۷۸

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-07

ماخذ تحقیقی مجلہ

۶۔ کلیات اقبال ص ۲۲۳
۷۔ کلیاتِ اقبال ص ۶۷۵
۸۔ کلیات اقبال ص ۲۴۵
۹۔ کلیات اقبال ص ۴۵۳
۱۰۔ کلیات اقبال ص ۳۴۱
۱۱۔ کلیات اقبال ص ۳۲۱
۱۲۔ کلیات اقبال ص ۱۲۳
۱۳۔ کلیات اقبال ص ۲۲۳
۱۴۔ کلیات اقبال ص ۱۶۵
۱۵۔ کلیات اقبال ص ۲۸۱
۱۶۔ کلیات اقبال ص ۲۲۳